محمد وسیم اختر مفتی

حضرت سہیل بن عمرو رضی اللہ عنہ

(۱)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت سہیل کے والد کا نام عمرو، دادا کا عبد شمس اور پڑدادا کا عبد ود تھا۔ عامر بن لوی ان کے ساتویں اور غالب بن فہر نویں جد تھے۔ عامر بن لوی کے نام پر ان کا قبیلہ بنو عامر بن لوی کہلاتا ہے۔ لوی بن غالب پر ان کا سلسلۂ نسب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے ملتا ہے۔ عامر کے بھائی کعب آپ کے آٹھویں اور لوی نویں جد تھے۔ حضرت سہیل کی والدہ کا نام حبی (یا ام حبی) بنت قیس تھا، وہ بنو خزاعہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ حضرت سکران بن عمرو ان کے سگے، جب کہ حضرت سلیط بن عمرو سوتیلے بھائی تھے۔ حضرت سہیل عامری قرشی کہلاتے ہیں، کیونکہ بنو عامر بن لوی قریش ہی کی ایک شاخ تھی۔ ابویزید ان کی کنیت تھی۔ حضرت سہیل کا نچلا ہونٹ کٹا ہوا تھا۔ ذوالانیاب ان کا لقب تھا۔ زمانۂ جاہلیت کے شاہ یمن قیس بن معدی کرب کندی کو بھی اس لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ ناب کے معنی ہیں: کچلی دانت، قوم کا سردار، انیاب اس کی جمع ہے۔

نوفل بن عبد مناف کی پوتی فاختہ بنت عامر سہیل بن عمرو کی اہلیہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن سہیل، حضرت ابوجندل بن سہیل، حضرت عتبہ بن سہیل ان کے بیٹے تھے، حضرت سہیل کی بیٹی حضرت سہلہ بنت سہیل کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عبدالعزیٰ بتایا جاتا ہے۔ ان کی ایک بیٹی حضرت ام کلثوم بنت سہیل حضرت ابوسبرہ بن ابورہم سے بیاہی ہوئی تھیں۔ یہ حضرت عبداللہ کی سگی بہن تھیں۔

زمانۂ جاہلیت میں سہیل بن عمرو کا شمار قریش کے بڑے اور دانش مند سرداروں میں ہوتا تھا۔ عتبہ بن ربیعہ،

حارث بن عامر، ابوالبختری بن ہشام، نضر بن حارث، ابوجہل، امیہ بن خلف، نبیہ بن حجاج، منبہ بن حجاج اور سہیل بن عمرو حاجیوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ خطاب کا ملکہ رکھنے کی وجہ سے سہیل کو خطیب قریش کہا جاتا تھا، اسود بن عبدالمطلب دوسرے بڑے خطیب تھے۔ بعثت نبوی کے بعد سہیل دین حق کی مخالفت اور دشمنی میں سرگرم ہو گئے، اسلام کی مخالفت میں اپنی خطابت کے جوہر دکھانے میں پیش پیش رہے۔

۲۷؍ شوال ۱۰؍ نبوی (جنوری ۶۲۰ء): ابوطالب کی وفات کے بعد قریش مکہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا رسانیاں بڑھ گئیں تو آپ نے دین حق کے لیے نصرت و تائید حاصل کرنے کے لیے طائف کا سفر کیا۔ طائف میں آباد بنوثقیف نے الٹا اپنے غلاموں اور غنڈوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جو آپ پر طرح طرح کی آوازیں کسنے اور پتھر برسانے لگے۔ دس روز (یا ایک ماہ) طائف میں گزارنے کے بعد آپ نے مکہ لوٹنے کا ارادہ کیا، لیکن اب کسی کی پناہ لیے بغیر مکہ میں داخل ہونا ممکن نہ تھا، اس لیے آپ نے غار حرا پہنچ کر عبداللہ بن اریقط کو اس مقصد کے لیے اخنس بن شریق کے پاس بھیجا۔ اس نے کہا: میں خود قریش کی شاخ بنوزہرہ کا حلیف ہوں۔ حلیف اپنے معاہدے کے پابند ہوتے ہیں، کسی کو پناہ نہیں دے سکتے۔ آپ نے سہیل بن عمرو کو یہی پیغام بھیجا تو انھوں نے جواب دیا: بنوعامر بنوکعب کو پناہ نہیں دیتے۔ کعب بن لوی اور عامر بن لوی دو بھائی تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کعب کی اولاد تھے، جب کہ سہیل کا نسب عامر سے ملتا تھا۔ پھر آپ نے مطعم بن عدی سے پناہ مانگی تو انھوں نے مثبت جواب دیا۔ وہ رات آپ نے مطعم کے ہاں گزاری، صبح سویرے وہ آپ کو اپنے سات بیٹوں کے ساتھ لے کر تلواریں حمائل کیے کعبہ پہنچے تو ابوسفیان (دوسری روایت: ابوجہل) نے دیکھ کر پوچھا: برے ارادے سے آئے ہو یا کسی کو پناہ دینا مقصود ہے؟ مطعم نے کہا: پناہ دینے آیا ہوں۔ ابوسفیان نے جواب دیا: جسے تم نے پناہ دی، اسے ہم نے بھی پناہ دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کا طواف کیا، نماز پڑھی اور گھر واپس آ گئے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmedghamidi.com

۱۳؍ نبوی (۶۲۲ء) کو یثرب سے اوس و خزرج قبائل کے لوگ حج کے لیے مکہ آئے۔ ان میں سے ستر مردوں اور دو عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر قبول حق اور نصرت اسلام کی بیعت کی جسے بیعت عقبۂ ثانیہ کہا جاتا ہے۔ آپ نے بنوخزرج کے نو اور قبیلۂ اوس کے تین سرداروں کو نقیب مقرر فرمایا۔ قریش کو خبر ہوئی تو انھوں نے منیٰ سے یثرب لوٹنے والے نومسلم حاجیوں کا پیچھا کیا۔ قافلہ آگے جا چکا تھا، تاہم انھوں نے دو نقیبوں حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت منذر بن عمرو کو اذاخر کے مقام پر جا لیا۔ حضرت منذر بچ کر نکل گئے، تاہم حضرت سعد کو مشرکوں نے پکڑ لیا، ان کے ہاتھ گردن سے باندھ دیے اور مارتے پیٹتے، ان کے بڑے بڑے بال کھینچتے مکہ لے گئے۔ یکایک

ایک سرخ و سپید خوب صورت شخص آیا اوران کے منہ پر زور سے طمانچہ دے مارا، یہ سہیل بن عمرو تھے۔ انھی مشرکوں میں موجود ابوالبختری بن ہشام نے جبیر بن مطعم اور حارث بن ہشام کو اطلاع دی جنھیں حضرت سعد بن عبادہ یثرب سے تجارتی قافلے لے جاتے ہوئے پناہ مہیا کرتے تھے۔ ان دونوں نے آ کر حضرت سعد کو سہیل بن عمرو اور دوسرے مشرکین کی گرفت سے بچایا۔

۱۷ ر رمضان ۲ ھ (۱۳ ر مارچ ۶۲۴ء) کو دور اسلامی کا عظیم الشان معرکۂ بدر ہوا۔ سہیل بن عمرو نے بڑے جوش و خروش سے مشرکین کا دفاع کیا۔ مکہ سے ان کی فوج چلی تو ہر پڑاؤ پر قریش کے ایک سردار نے نو یا دس اونٹوں کا نذرانہ پیش کیا۔ ابوجہل، امیہ بن خلف، شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ، نبیہ بن حجاج، منبہ بن حجاج، حارث بن عامر اور مقیس جمحی کی طرح سہیل بن عمرو نے بھی سپاہیوں کے راشن میں اپنا حصہ ڈالا۔ مشرک فوج مکہ سے باہر نکل کر قدید کے مقام پر پہنچی تو انھوں نے دس اونٹ ذبح کیے۔

غزوۂ بدر کی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت زبیر بن عوام، حضرت سعد بن ابی وقاص اور کچھ اور صحابہ کو بدر کے چشمہ کی طرف بھیجا تاکہ قریش کی تیاریوں کا کھوج لگا سکیں۔ یہ حضرات پانی بھرنے والے دو غلاموں اسلم اور عریض کو پکڑ لائے۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: قریش کے کون کون سے سردار جنگ میں شامل ہونے کے لیے آئے ہیں؟ انھوں نے بتایا: عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ابوالبختری بن ہشام، حکیم بن حزام، نوفل بن خویلد، حارث بن عامر، طعیمہ بن عدی، نضر بن حارث، زمعہ بن اسود، ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف، نبیہ بن حجاج، منبہ بن حجاج، سہیل بن عمرو اور عمرو بن عبدود۔ تو آپ نے فرمایا: یہ مکہ ہے جس نے اپنے جگر گوشے تمھارے آگے ڈال دیے ہیں۔

غزوۂ بدر جس میں اہل ایمان کو تعداد و وسائل کی کمی کے باوجود فتح فرقان حاصل ہوئی، ستر مشرک جہنم واصل ہوئے اور ستر ہی اہل ایمان کی قید میں آئے۔ سہیل بن عمرو بتاتے ہیں کہ میں نے اس روز چتکبرے گھوڑوں پر بیٹھے امتیازی علامات لگائے ہوئے چٹے سفید لوگوں کو دیکھا جو ہمارے ساتھیوں کو قتل اور قید کر رہے تھے۔ جنگ کا بازار گرم ہوا تو حضرت سعد بن ابی وقاص نے خوب تیر اندازی کی۔ واقدی کی روایت ہے کہ ان کا ایک تیر سہیل کے کولہے (نساء) پر لگا۔ اس اثنا میں حضرت مالک بن دخشم خزرجی آئے اور سہیل کو اسیر کر لیا، لیکن فوجیں ابھی میدان بدر میں تھیں کہ وہ قید سے بھاگ نکلے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود انھیں تلاش کرنے نکلے اور اعلان فرمایا کہ جو سہیل کو پکڑے، قتل کر دے۔ آپ نے ان کو کیکر کے درختوں میں چھپا ہوا پایا تو ہاتھ گردن سے باندھ کر اپنی اونٹنی سے

باندھنے کا حکم دیا، اسی طرح انھیں مدینہ لایا گیا۔ سیدہ سودہ شہداے بدر حضرت عوف بن عفرا اور حضرت معوذ بن عفرا کے اہل خانہ سے تعزیت کر کے آئیں تو اپنے عزیز سہیل بن عمرو کو حجرے کے کونے میں پڑا پایا، ان کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے (ابوداؤد، رقم ۲۶۸۰)۔ بے ساختہ ان کے منہ سے نکلا: تم نے قیدی بننا قبول کر لیا، عزت کی موت کیوں نہ مر گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً سرزنش فرمائی: سودہ، کیا تم اللہ و رسول کے خلاف اکسا رہی ہو؟ انھوں نے معذرت کی کہ یارسول اللہ، ابویزید کی حالت دیکھ کر بے قصد میرے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے۔ آپ میرے لیے استغفار کر دیں تب آپ نے ان کے حق میں دعا فرمائی۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ حضرت اسامہ بن زید نے کہا: یارسول اللہ، یہ ہے جو مکہ میں (حاجیوں کو) کھانے کھلایا کرتا تھا۔ فرمایا: ہاں، یہی ہے، لیکن جب اس نے اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کی تو اللہ نے اسے پکڑ لیا۔ حضرت عمر نے کہا: یارسول اللہ، مجھے اجازت دیجیے، میں سہیل بن عمرو کے دونوں اگلے، نچلے دانت (lower incisors) نکال دوں، (ہونٹ کٹا ہونے کی وجہ سے) اس کی زبان ڈھیلی ہو کر باہر نکل آئے گی تو کسی موقع پر بھی آپ کے خلاف زبان درازی نہ کر سکے گا۔ آپ نے فرمایا: میں اس کا مثلہ نہ کروں گا، کہیں اللہ میرا مثلہ نہ کر دے، اگرچہ میں نبی ہوں۔ پھر فرمایا: ہو سکتا ہے کہ یہ ایسا مقام حاصل کر لے جو تمھارے لیے باعث مسرت ہو۔ بنو عامر بن لؤی کا مکرز بن حفص سہیل کو چھڑانے آیا تو اس کی یہ پیش کش قبول کر لی گئی کہ سہیل کو چھوڑ دیا جائے اور ان کا فدیہ، چار ہزار درہم آنے تک میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دی جائے (مسند احمد، رقم ۲۳۸۱۴)۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سہیل بن عمرو کے بیٹے حضرت عبداللہ بہت جلد ایمان لے آئے تھے۔ انھوں نے حبشہ کو ہجرت بھی کی، وہ ان تینتیس مسلمانوں میں شامل تھے جو قریش کے قبول اسلام کی افواہ سن کر مکہ میں داخل ہو گئے، مگر سہیل نے انھیں مشکیں کس کر قید کر دیا اور بار دگر حبشہ جانے نہ دیا۔ جب جنگ بدر کا موقع آیا تو انھیں اپنے ساتھ مشرکوں کے لشکر میں گھسیٹ لیا۔ بدر کے میدان میں جب اہل ایمان اور اہل شرک کی فوجیں آمنے سامنے ہوئیں تو حضرت عبداللہ بن سہیل کفار کی فوج سے بھاگ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آن ملے۔ انھوں نے جیش اسلامی میں رہ کر اپنے والد کے جتھے کا مقابلہ کیا۔

غزوۂ احد کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں دوسری رکعت پڑھانے کے بعد رکوع سے سر اٹھاتے تو 'سمع اللّٰہ لمن حمدہ' کہنے کے بعد بددعا فرماتے: اے اللہ، صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام پر لعنت بھیج۔ تب اللہ کی طرف سے حکم نازل ہوا: 'لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ

فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ[۱] ''آپ کا (مشرکوں اور منافقوں کے انجام کے) معاملے میں کوئی اختیار نہیں، اللہ ان کی توبہ قبول کرے (اگر یہ توبہ کریں) یا انھیں عذاب سے دوچار کرے (جو ان کا حق ہے) اس لیے کہ یہ یقیناً ظالم لوگ ہیں'' (بخاری، رقم ۴۰۶۹، ۴۰۷۰۔ مسند احمد، رقم ۵۶۷۴)۔ یہ تینوں اصحاب فتح مکہ کے بعد ایمان لے آئے۔ دوسری روایت میں لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ کے نام آئے (بخاری، رقم ۴۰۹۰۔ مسلم، رقم ۱۴۸۵)، ترمذی کی روایت ۳۰۰۴ میں عمرو بن سہیل کے بجاے ابوسفیان کا ذکر ہے۔ اس ارشاد ربانی کے صادر ہونے سے پہلے آپ دعا فرما چکے تھے: اے میرے رب، میری قوم کو معاف کر دے، کیونکہ یہ لوگ علم نہیں رکھتے۔

جنگ احد کے اختتام پر ابوسفیان نے جاتے جاتے پکار کر کہا تھا: آیندہ سال پھر بدر میں تم سے جنگ ہو گی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک صحابی کے ذریعے جواب بھجوایا کہ ہاں، اس جگہ پھر مقابلہ ہو گا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اگلے سال بارش نہ ہوئی، جانوروں کا چارا ملنا مشکل ہو گیا۔ ابوسفیان اور دوسرے مشرک سردار جنگ سے کترانے لگے۔ نجد کے قبیلہ غطفان سے تعلق رکھنے والے نعیم بن مسعود جو اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے، عمرہ کرنے مکہ آئے تو ابوسفیان نے کہا کہ یثرب جا کر مسلمانوں کو بدر آنے سے روکو، تمھارے دس حصے میں سہیل بن عمرو کے پاس رکھوا دوں گا، وہ اس کے ضامن ہوں گے۔ نعیم نے سہیل سے تصدیق چاہی کہ ابو یزید، تم اس رقم کی ضمانت دیتے ہو؟ انھوں نے ہاں کہا تو نعیم نے مدینہ جا کر مشرکین کی عددی برتری کا پراپیگنڈا کیا۔ کچھ مسلمان اس کی باتوں میں آ گئے، تاہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، اگر کوئی میرے ساتھ نہ گیا تو میں تنہا جاؤں گا۔ تب سب چلے، لیکن قریش میدان بدر میں نہ پہنچے۔ جنگ نہ ہوئی، تاہم مسلمانوں نے بدر میں لگنے والے بازار میں تجارت کی اور خوب نفع کمایا۔

ذی قعد ۶ھ (مارچ ۶۲۸ء) میں صلح حدیبیہ ہوئی۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پہنچ کر حضرت عثمان کو ابوسفیان اور قریش کے دوسرے سرداروں کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ہم جنگ کی غرض سے نہیں، بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ حضرت عثمان کو واپس آنے میں تاخیر ہوئی تو یہ افواہ پھیل گئی کہ مشرکوں نے انھیں شہید کر دیا ہے۔ تب آپ نے اپنے ساتھ آنے والے چودہ (یا سولہ) سو صحابہ سے حضرت عثمان کی شہادت کا بدلہ لینے اور جنگ میں ثابت قدم رہنے کی بیعت لی۔ قریش کو اس بیعت کی، جسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے، خبر ملی تو وہ خوف زدہ ہو گئے۔ انھوں نے حضرت عثمان کو تین دن روکنے کے بعد واپس بھیج دیا اور صلح کی بات شروع کرنے کے لیے حلیس بن علقمہ کو آپ کے پاس بھیجا۔ وہ ہدی کے اونٹ دیکھ کر آپ سے ملے بغیر پلٹ گیا۔ پھر ان کی طرف سے مکرز بن حفص

[۱] آل عمران ۳: ۱۲۸۔

www.javedahmadghamidi.com

آیا۔ اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا: یہ شخص شر پسند ہے۔ وہ آپ سے گفتگو کر ہی رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آتے دکھائی دیے۔ آپ نے فرمایا: تمھارا معاملہ آسان ہو گیا ہے۔ قریش نے صلح کا ارادہ کر لیا ہے تبھی سہیل کو بھیجا ہے۔ حویطب بن عبدالعزیٰ سہیل کے ساتھ تھا۔ عروہ بن زبیر کی روایت کے مطابق معاہدہ تحریر کرنے سے پہلے ایک موقع پر کسی شخص نے تیر پھینک دیا۔ تب جنگ کی کیفیت پیدا ہو گئی، مسلمانوں نے سہیل اور ان کے ساتھ آنے والے مشرکوں کو روک لیا اور مشرکین مکہ نے حضرت عثمان اور ان کے ساتھ جانے والے اصحاب کو یرغمال بنا لیا۔

قریش نے سہیل کو تاکید کر رکھی تھی کہ اس شرط پر مصالحت کرنا کہ مدینہ سے عمرہ کے لیے آنے والے زائرین اس سال واپس چلے جائیں تاکہ عربوں کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ مسلمان طاقت کے زور سے مکہ میں داخل ہوئے۔ معاہدہ تحریر کرنے کا وقت آیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس درخت کے نیچے تشریف فرما تھے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے، درخت کی ٹہنیاں آپ کے کندھوں کے پیچھے لٹک رہی تھیں، حضرت علی اور سہیل بن عمرو آپ کے آگے بیٹھے تھے۔ آپ نے انصاری صحابی حضرت اوس بن خولی کو معاہدہ تحریر کرنے کے لیے بلایا تو سہیل نے کہا: آپ کے چچا زاد علی یا عثمان بن عفان لکھیں گے تب آپ نے حضرت علی کو حکم دیا، لکھو: 'بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'۔ سہیل بن عمرو نے کہا: ہم یمامہ کے مسیلمہ (رحمٰن الیمامۃ) کے علاوہ کسی رحمان کو نہیں جانتے، 'باسمك اللّٰھم' لکھو جس طرح پہلے لکھا کرتے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا: لکھو، یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد رسول اللہ نے سہیل بن عمرو سے صلح کی۔ سہیل نے کہا: میں آپ کو اللہ کا رسول مان رہا ہوتا تو آپ سے جنگ ہی کیوں کرتا۔ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوائیے تب محمد بن عبداللہ لکھا گیا۔ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لکھو، ہمارے بیت اللہ کے طواف میں رکاوٹ نہ ڈالی جائے گی۔ سہیل نے کہا: آیندہ سال کے تین دنوں کی شرط درج کرو۔ پھر کہا: یہ شامل کرو کہ اگر قریش کا کوئی فرد اگرچہ مسلمان ہو چکا ہو، آپ کے پاس آئے تو آپ واپس بھیج دیں گے۔ اگر آپ کا کوئی ساتھی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر ہمارے پاس آ گیا تو ہم واپس نہ کریں گے (مسلم، رقم ۴۶۵۵۔ مسند احمد، رقم ۱۶۸۰۰)۔ معاہدے کی اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی، جب کہ ایک نسخہ سہیل بن عمرو کو دیا گیا۔

www.javedahmadghamidi.org

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سہیل بن عمرو دس سالہ جنگ بندی کا معاہدہ لکھوا رہے تھے کہ سہیل کے مسلمان بیٹے حضرت ابوجندل زیریں مکہ سے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے گھسٹتے ہوئے آئے اور مسلمانوں کے آگے گر گئے۔ سہیل اپنے بیٹے کو دیکھتے ہی اٹھے، زور سے تھپڑ مارا اور ان کا گریبان پکڑ کر بولے: یا محمد، یہ پہلا فرد ہے جسے لوٹانے کی شرط میں نے منوائی ہے۔ آپ نے فرمایا: ابھی ہم نے معاہدہ مکمل نہیں کیا۔ سہیل نے کہا: تب ہم کوئی صلح نہ کریں گے۔ آپ نے کہا: تم ابوجندل کو میری خاطر پناہ دے دو۔ سہیل نے ماننے سے انکار کر دیا، تاہم مکرز نے کہا: ہم نے پناہ

دی۔ پھر سہیل نے حضرت ابوجندل کو گریبان سے کھینچتے ہوئے گھسیٹ کر قریش کو واپس کر دیا۔ وہ بلند آواز سے پکارتے رہے: اے مسلمانو، کیا مجھے مشرکوں کو واپس کر دیا جائے گا تاکہ وہ مجھے ایذائیں دے کر اپنا دین چھوڑنے پر مجبور کرتے رہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوجندل، صبر کرو اور اللہ سے ثواب کی امید رکھو، یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارے اور تمھارے کمزور ساتھیوں کے لیے کشادگی پیدا کرے گا اور نکلنے کی راہیں کھول دے گا۔ ہم نے قریش سے صلح کا جو معاہدہ کیا ہے، اس کی خلاف ورزی نہ کریں گے۔ سہیل بن عمرو کے رویے کو قرآن مجید نے 'حمیة جاهلیة' کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ ڈاکٹر جواد علی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل ایمان کے دلوں میں جو 'سَكِيْنَة' (تحمل وسکون) نازل فرمائی، وہ اس حمیت کا بدل اور متضاد تھی:

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا. (الفتح ۴۸: ۲۶)

''جب کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلانہ حمیت بٹھالی تو اللہ نے اپنے رسول اور مومنوں پر سکینت نازل فرمائی اور مومنوں کو تقویٰ کی بات کا پابند رکھا کہ وہی اس کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے۔''

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سہیل بن عمرو کے دوسرے مسلمان بدری بیٹے حضرت عبداللہ بن سہیل نے عہد نامے پر اہل ایمان کی طرف سے بطور گواہ دستخط کیے (مسند احمد، رقم ۱۸۹۱۰)۔

صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو آپ کے پیچھے پیچھے حضرت ابوبصیر عتبہ بن اسید مشرکوں کی قید سے بھاگ کر مدینہ آ گئے۔ مشرک سرداروں ازہر بن عبدعوف اور اخنس بن شریق کا خط بھی آپ کو ملا جس میں حضرت ابوبصیر کو واپس بھیجنے کو کہا گیا تھا۔ حضرت ابوبصیر نے کہا کہ کیا آپ مجھے مشرکوں کو لوٹا دیں گے تاکہ وہ دین سے ہٹانے کے لیے طرح طرح کی آزمایشوں میں مبتلا کریں؟ آپ نے فرمایا: ہمارے دین میں بدعہدی کی کوئی راہ نہیں۔ ازہر اور اخنس کے بھیجے ہوئے دو آدمی حضرت ابوبصیر کو لے کر مکہ چلے، مدینہ سے چھ میل کی مسافت طے کرنے کے بعد ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تھے کہ حضرت ابوبصیر نے دو مشرکوں میں سے ایک کو جو سہیل بن عمرو کے قبیلہ بنو عامر سے تعلق رکھتا تھا، اسی کی تلوار لے کر قتل کر دیا۔ دوسرا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں واپس حاضر ہوا اور آپ کو خبر کی۔ اس کے پیچھے حضرت ابوبصیر بھی تلوار حمائل کیے ہوئے پہنچ گئے اور کہا: آپ نے مجھے اپنی مشرک قوم کے سپرد کر کے عہد نبھا دیا، لیکن میں نے اپنے دین کو فتنہ میں پڑنے سے بچا لیا۔ آپ نے فرمایا: اس کی ماں کا برا ہو! اگر اس کے ساتھ کچھ لوگ ہوتے تو یہ جنگ ہی بھڑکا دیتا۔ سہیل بن عمرو کو معلوم ہوا تو کعبہ سے ٹیک لگا کر کھڑے

ہو گئے اور کہا: واللہ! میں یہاں سے نہ ٹلوں گا جب تک میرے عامری بھائی کا خون بہا نہیں مل جاتا۔ ابوسفیان نے منع کیا اور کہا: یہ نادانی ہے، اس کا خون بہا نہ ملے گا، اس کا خون بہا ہر گز نہیں ملے گا (بخاری، رقم ۲۷۳۱، ۲۷۳۲۔ مسند احمد، رقم ۱۸۹۲۸)۔

صلح حدیبیہ کے ایک سال گزرنے کے بعد ذی قعدہ ۷ھ (فروری ۶۲۹ء) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم دو ہزار صحابہ کے جلو میں، قربانی کے ساٹھ اونٹ لیے عمرۂ قضا (یا عمرۂ قصاص) ادا فرمانے کے لیے مکہ روانہ ہوئے۔ مکہ سے آٹھ میل اِدھر واقع مقام یاجج پر پہنچ کر آپ نے حضرت جعفر بن ابوطالب کو نکاح کا پیغام دے کر ان کی سالی حضرت میمونہ بنت حارث کے پاس مکہ بھیجا۔ سیدہ میمونہ کی بہن حضرت ام فضل نے اپنے شوہر حضرت عباس بن عبدالمطلب کو والی مقرر کیا، جنھوں نے چار سو درہم (پانسو: ابن سعد، ابن حجر) مہر کے عوض حضرت میمونہ کا آپ سے نکاح کر دیا۔ عمرہ ادا کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہو گئے اور حضرت بلال کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دیں۔ اس موقع پر عکرمہ بن ابوجہل نے کہا: اللہ نے میرے والد ابوالحکم کو عزت دی کہ وہ اس غلام کو اذان کہتے سننے کے لیے موجود نہیں ہیں۔ صفوان بن امیہ نے یہ کہہ کر ہاں میں ہاں ملائی، اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے ابا کو یہ کچھ دیکھنے سے پہلے اٹھا لیا۔ خالد بن اسید نے بھی ایسے ہی کلمات کہے۔ سہیل بن عمرو اور ان کے ساتھیوں نے اذان شروع ہوتے ہی اپنے چہرے ڈھانپ لیے۔

عمرۂ قضا کے بعد آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روز مکہ میں قیام فرمایا۔ اس دوران میں شہر کے زعما اپنا حسد و بغض لیے ہوئے مکہ سے باہر کوہ خندمہ کے دامن میں چلے گئے۔ چوتھے روز قریش نے سہیل بن عمرو اور حویطب بن عبدالعزیٰ کو آپ کے پاس بھیجا۔ آپ سعد بن عبادہ کے ساتھ مصروف گفتگو تھے کہ حویطب پکارا: مکہ میں آپ کی مدت قیام پوری ہو چکی ہے، اس لیے واپس چلے جائیں۔ آپ نے سہیل اور حویطب کو مخاطب فرمایا: کیا حرج ہے کہ میں آپ کے ہاں اپنا ولیمہ کر لوں؟ ہم کھانا بنائیں گے جسے آپ بھی تناول کر لیں۔ دونوں نے کہا: ہم آپ کو اللہ اور نکاح کا واسطہ دیتے ہیں، مکہ چھوڑ دیں۔ تب آپ نے چلنے کا حکم دیا اور مکہ سے چھ (یا دس) میل باہر، تنعیم سے آگے واقع وادیٔ سرف میں قیام فرما لیا۔ بعد میں حضرت ابورافع حضرت میمونہ کو وہاں لے آئے۔

[باقی]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org